مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت بہت اچھی ہے حضور روزانہ دو رکوع درس قرآن کریم فرماتے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو عصائے موسیٰ اور ید بیضا کے متعلق نہایت ہی لطیف تفسیر فرمائی ہے جسے انشاء اللہ ناظرین کرام کی خاطر کسی اگلے پرچہ میں درج کر دیا جائیگا ﴿

سید محمد اسحٰق صاحب کی کوشش اور سعی سے جن کے سپرد آج کل لنگر اور مہمانخانہ کا انتظام ہے۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے مہمانخانہ میں نماز ظہر کے بعد درس قرآن دینا شروع کیا ہے جو امید ہے کہ مہمانوں کیلئے بہت مفید اور دینی معلومات بڑھانے کا موجب ہوگا

منارۃ المسیح پر سفیدی کا کام قریب الاختتام ہے صرف نچلی منزل

اخبار احمدیہ

خوشخبری۔ ہم اپنے احباب کو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ ہمارے قابل قدر مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر کی کوشش اور سعی سے جناب مولوی شیخ عبد الجبار صاحب آف گفر گاؤں ضلع میمن سنگھ (بنگال) جو ایک قابل مصنف ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپ کئی ایک مشہور کتب مثلاً تاریخ مکہ۔ تاریخ مدینہ۔ تاریخ یوروشلم۔ سوانح پیغمبر اسلام۔ سوانح حضرت ربیعہ وغیرہ کے مصنف ہیں ﴿

گورنمنٹ عالیہ نے احمدیان مالابار کو سابقہ عطا شدہ اراضی برائے تعمیر مسجد و قبرستان کے علاوہ اور ایک قطعہ زمین مسجد کے متصل عنایت فرمایا ہے۔ تاکہ احمدی اس پر سکنی مکانات بھی بنا سکیں۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنی محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ﴿

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کو دیکھ کر حاسد ہمیشہ جلتے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ انہیں انی مہین من اراد اہانتک کے ماتحت اپنا ہاتھ بھی دکھاتا رہا ہے۔ اب اس کا اعادہ سیلون کے تاریخی جزیرہ میں ہوا ہے کولمبو میں ایک تامل اخبار اسلام ترام نکلتا ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے مقدس بانی پر حملے کرنا اور ممبران سلسلہ کی تضحیک کرنا اس نے اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے نہ چاہا۔ کہ اسے دیر تک بلا سزا دئے چھوڑ دے۔ اس لئے ایسے واقعات پیدا ہو گئے کہ گورنمنٹ عالیہ نے اس اخبار کے سب ایڈیٹر

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا)

ایک سو روپیہ جرمانہ کیا ہے۔ اور ایک مہینہ کی قید کی سزا دی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مدراس سے نکلنے والا سوراج کا حامی اخبار جو مسز بیسنٹ کی ایڈیٹری میں نیو انڈیا کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اور جس سے حال ہی میں گورنمنٹ نے دو ہزار کی ضمانت طلب کی ہے۔ اس کی نسبت بعض کے ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری ہوگا کہ اس اخبار نے مالابار کے مظلوم احمدیوں کے خلاف ایک پُرزور لیڈر لکھ کر سلطان علی راجا کی تائید کی تھی۔ اور گورنمنٹ کو محض انصاف کرنے پر بھی بُرا بھلا کہا تھا جس کا نتیجہ بہت جلد نکل آیا ہے ٭

ایک نو مسلم - مسٹر ایچ - ایم - ایونس جن کے اسلام لانے کا اعلان ہم کسی گذشتہ پرچہ میں کر چکے ہیں ان کا اسلامی نام حضرت خلیفہ ثانی نے محمد یونس رکھا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کے ہمراہیوں کو بھی بہت جلد حق کے اظہار کی توفیق دے ٭

مستونگ میں تبلیغ مستونگ بلوچستان سے بابو دانشمند صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ تینے جناب مولانا مولوی محمد الیاس صاحب عرائض نویس ریاست قلات (جو کہ احمدی ہے) کے ساتھ قرآن شریف باترجمہ شروع کیا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آخری سیپارہ پڑھتا ہوں۔ شارع عام میں بیٹھ کر درس قرآن ہوتا ہے۔ مستونگ میں مولوی صاحب کے حلم و تقوے اور پرہیزگاری کی شہرت ہے۔ لیکن بوجہ احمدیت کے کوئی شخص درس میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ اور اسی وجہ سے سب مُلّاں سخت مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آج مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۱۶ء کو مسمی قاضی عبدالحکیم (جو کہ مستونگ کے قاضی کا لڑکا ہے) قرآن شریف مولوی صاحب موصوف سے شروع کر کے درس میں شامل ہوا۔ اس شخص نے پہلے بھی ہمارے ساتھ بیٹھنے پر اپنے والد سے مار کھائی ہے۔ لیکن آدمی نیک فطرت حق پسند۔ راست گو اور نڈر ہے۔ باوجود اتنی کڑوی گولی کے اس نے قرآن شریف شروع کیا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اُردو کم جانتا ہے۔ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہے جناب حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب دعاوی کو مانتا ہے۔ چونکہ اب تک اس نے بیعت نہیں کی اس لئے التماس ہے۔ کہ حضور خاص طور پر قاضی صاحب موصوف کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اس کو بیعت کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ جناب مولوی صاحب موصوف کمترین کے گھر پر ہمیشہ جمعہ کی نماز پڑھاتے ہیں۔ ہم صرف چار آدمی بعض وقت پانچ آدمی جمعہ میں شامل ہوتے ہیں۔ مستونگ جیسے شہر میں قاضی صاحب موصوف کا احمدی ہونا اعلیٰ کامیابی ہے۔ یہ بھی خداوند تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ مولوی صاحب ایک بڑے عالم ہیں۔ یعنی علم قرآن علم احادیث۔ فقہ۔ اصول۔ منطق۔ صرف نحو فلسفہ علم ہندسہ وغیرہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اعلیٰ دماغ رکھتے ہیں ٭

درخواست دُعا محمد خان صاحب سٹوڈنٹ ویٹرنری کالج پنڈی گھیپ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والدین کو کئی ایک مشکلات درپیش ہیں۔ اب ایک اور یہ اضافہ ہو گیا کہ ان کے بڑے بھائی کا سات سو روپیہ کوئی دغا باز لے گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب ان کے لئے دعا فرماویں ٭

پشاور سے برادرم مکرم محمد یوسف صاحب اپنے اور محمد عجب خان صاحب کے لئے ایک درخواست کے منظور ہو جانے کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور وہاں کے غیر مبائع احباب کے متعلق اطلاع دیتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالےٰ قریب آ رہے ہیں۔ اور خلافت کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور مولوی غلام حسن خان صاحب کی نسبت عام طور پر یہ مشہور ہے کہ آپ حضرت کو مدار نجات نہیں جانتے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ حضرت کا سلسلہ بھی دوسرے مجددوں کی طرح مٹ جائیگا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی اللہ کا خطاب کسی نے احادیث میں جعلی داخل کر دیا ہے۔ نبی کریمؐ نے مسیح پر ایمان لانا کوئی ضروری قرار نہیں دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

پاک پٹن سے چودھری غلام احمد خان صاحب مختار عدالت اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۶ء کو بروز جمعہ پاک پٹن میں سخت بارش ہوئی۔ جو کہ لگاتار صبح سے لے کر چار بجے شام تک رہی۔ پانی مکانات میں چڑھ آیا۔ بہت سے مکانات گر گئے۔ اس عاجز کے دفتر اور نیز رہائشی زنانہ مکان میں بھی زانوؤں تک پانی چڑھ آیا۔ عین وقت پر احمدی احباب کی مدد پہنچ گئی۔ جنہوں نے چند پڑوسیوں سے مل کر اسباب کو مکانات سے نکالکر اخویم محمد یار صاحب احمدی پاک پٹن کے مکان میں پہنچایا۔ کتب اور پارچات بھیگ گئے کچھ خفیف سا نقصان ہوا۔ ورنہ خیریت گذری۔ مکانات خطرے میں ہیں۔ بوجہ قلت مکانات اور مکان کرایہ پر نہیں ملتے۔ سنا گیا ہے کہ ایسی بارش یہاں پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ ہاں ۱۸۷۸ء میں ہوئی تھی۔ اسباب نکالنے سے بیشتر ہی صحنوں میں ندیاں چلنے کا نظارہ دیکھ کر اہل وعیال کو مکانات سے باہر نکالدیا تھا۔ شہر میں کسی جان کا نقصان تاحال نہیں سُنا گیا ٭

کاٹھ گڑھ سے مولوی عبدالصمد صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں کہ علی الصباح درس قرآن مجید ایک رکوع روزانہ ہوتا ہے۔ اور عصر کی نماز کے بعد درس بلوغ المرام جاری ہے۔ احباب شوق سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۱۶ء

مسیحی مشنریوں کی جد وجہد اور ہمارے لئے سبق عبرت

اسلام نے ہر ایک مومن کے لئے تبلیغ اسلام اور دعوت الی الخیر کو فرض قرار دے رکھا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں مسلمان مسلمان ہی نہ رہے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پھر ایک ایسی جماعت قائم کی۔ جو صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کی مستحق اور حقدار ہو۔ اب یہی وہ جماعت ہے۔ جو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کی مصداق ہے۔ اور اسی کا کام ہے۔ کہ لوگوں کو نیکی اور بھلائی کا حکم دے۔ اور برائیوں اور بدکاریوں سے منع کرے ٭

اس میں شک نہیں کہ یہ جماعت خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے اپنے اس فرض کے ادا کرنے میں نمایاں جد وجہد کر رہی ہے۔ تاہم کام کی اہمیت اور دیگر مذاہب کی جد وجہد کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی اور زیادہ ہمت وکوشش کی ضرورت ہے۔ اس وقت مذاہب کی دوڑ میں عیسائیت ایک ایسا مذہب ہے۔ جسکے پیرو اپنی تبلیغی کوششوں میں سب سے اول نظر آتے ہیں۔ اور تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جس نجات دہندہ کے نام پر لوگوں کو بلاتے ہیں۔ وہ انہیں اجازت ہی نہیں دیتا کہ ایسا کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح نے صاف الفاظ میں کہدیا ہے کہ میں بے وقوفوں کے آگے اپنے موتی نہیں ڈالتا میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ یعنے بنی اسرائیل کے علاوہ اور کسی مذہب وملت کے لوگوں کو حضرت مسیح نے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا جائز نہیں سمجھا۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہ وہ بنی اسرائیل کے سوا اور کسی مذہب کے لوگوں کو کچھ سکھائیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ یسوع نے اپنے رسولوں کو جب منادی کے لئے بھیجا تو یہ کہا کہ غیر قوموں کیطرف مت جا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا ؎

اس حقیقت کو مد نظر رکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کی یہ جد وجہد اس لئے نہیں۔ کہ ان کے مذہب نے ان پر اس بات کو فرض قرار دیا ہے۔ بلکہ وہ اپنی مرضی ایسا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری پوزیشن بہت نازک ہے۔ کیونکہ ہمیں اسلام بڑے زور سے اس طرف متوجہ کرتا ہے۔ کہ اسلام کی طرف تمام لوگوں کو بلانا تمہارا فرض ہے۔ جو مسلمان اس فرض کو ادا نہیں کرتا یا ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ گویا وہ ایک بہت بڑے حکم کے نہ ماننے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہمیں عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں کسقدر ہمت دکھانی چاہیئے۔ اور کس قدر تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرنی چاہیئے ٭

میں اسوقت خدا کی اس برگزیدہ جماعت کو جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے جس کا سب سے بڑا فرض تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام ہے، ایک مسیحی انجمن کی یکسالہ کارگذاری اور تبلیغی کوششوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ تا اسے معلوم ہو۔ کہ جب وہ لوگ جنھیں ان کا مذہب تبلیغ کی اجازت نہیں دیتا۔ اسقدر مصروف کار ہیں۔ تو ہمیں جن کا باعث تخلیق ہی یہ ہے۔ کیا کچھ نہ کرنا چاہیئے۔ جس عیسائی سوسائیٹی کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس کا نام برٹش اینڈ فارن مشنری سوسائیٹی ہے۔ ۳ مئی ۱۹۱۶ء کو لنڈن میں اس کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں سکرٹری نے سالانہ کارگذاری کی جو رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنگ کی وجہ سے اس سوسائیٹی کے کام میں کسی قسم کا نقص واقعہ نہیں ہوا۔ بلکہ جسطرح جنگ سے پہلے ہو رہا تھا۔ اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ اس وقت تک اس سوسائیٹی کی طرف سے ۴۹۷ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ ان میں سے ۱۳۱ زبانوں میں تو مکمل انجیل ہے۔ اور ۱۱۷ زبانوں میں صرف نیا عہد نامہ۔ سال زیر رپورٹ میں جسقدر انجیل کی اشاعت ہوئی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اس سال کی کل تعداد ۱۱۵۵۹۶۱۷ ہے۔ اس میں ۸۸۹۰۰۰ تو مکمل انجیل ۵ ۳۴۳۳۰۰ نیا عہد نامہ ۷۷۳۷۰۰۰ انجیل کا کوئی حصہ ہیں۔ مارچ ۱۹۱۶ء میں اس سوسائیٹی کے ماتحت صرف گریٹ برٹن میں ۴۹۶۵ شاخیں کام کرتی تھیں۔ ان کے ماتحت سال بھر میں ۲۹۳۲ جلسے ہوئے۔ اور ۲۳۷۸ لیکچر کرائے گئے۔ گریٹ برٹن کے باہر اس سوسائیٹی کے ماتحت ۳ ہزار کے قریب شاخیں ہیں۔ سال بھر میں اس کا کل خرچ ۲۵۵۵۹۸ پونڈ یعنی ۳۸۲۶۴۷۰ روپیہ ہوا ہے۔ اور آمدنی ۳۲۶۹۵۳۶ پونڈ یعنی ۴۵۳۵۵۴۰ روپیہ ہوئی سال حال کی آمدنی میں گذشتہ سال کی نسبت ۳۴۵۰۰ روپیہ کا اضافہ ہوا ٭

یہ ایک عیسائی سوسائیٹی کی یکسالہ کارگذاری ہے۔ اور نامعلوم اس قسم کی اور کس قدر سوسائیٹیاں ہیں۔ جو دن رات اس کام میں لگی رہتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمیں اپنی حالت پر نظر کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے فرض کو کہاں تک ادا کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ عیسائی مشنریوں کو ہماری نسبت بہت زیادہ سامان اور آسانیاں میسر ہیں۔ ہماری نسبت مال و دولت ان کے پاس زیادہ ہے۔ عزت و رسوخ ان کا بہت بڑھا ہوا ہے۔ وجاہت وسطوت ان کی زیادہ ہے۔ تبلیغی ساز وسامان ان کے پاس کثرت سے ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ان سب چیزوں کے مقابلہ میں جو چیز ہمارے پاس ہے وہ بہت ہی بڑی ہے یعنی حق اور الحق یعلوا ولا یعلیٰ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔ اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ پس اگر ہمارے پاس ظاہری سامان نہیں ہیں۔ ظاہری رسوخ نہیں ہے۔ ظاہری وجاہت نہیں ہے۔ تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہماری کوشش اور سعی میں بھی سستی واقع ہو جائے۔ اور ہم کسی سے پیچھے رہ جائیں۔ بلکہ

ہمیں سب سے بڑھ کر ہمت دکھانی چاہیئے۔ اور ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے آمادہ اور مستعد رہنا چاہیئے۔ کیونکہ حق ہی وہ چیز ہے۔ جسے دُنیا کی کوئی طاقت مِٹا نہیں سکتی۔ اور یہی وہ جوہر ہے۔ جو اپنے مقابلہ پر آنے والی ہر ایک چیز کو چور چور کر دیتا ہے۔ پھر ہماری تائید اور نصرت کا ذمہ اس ہستی نے اُٹھایا ہوا ہے جو ایک کمزور سے شہ زور کو اور ناتواں سے قوی کو شکست دلا سکتی ہے۔ کیونکہ اسی کے منشاء کے ماتحت یہ کام کر رہے ہیں۔ پس گو ہم دُنیاوی نظروں میں کمزور اور ناتواں ہی کیوں نہ ہوں۔ تاہم جس لاتغیر ہستی کا ہمیں سہارا ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا یہی دلیل ہے اس بات کی کہ انجام کار کامیابی اور ظفر مندی ہمارے ہی لئے ہے۔ بشرطیکہ ہم خود بھی کسی قسم کی کوشش اور سعی سے دریغ نہ کریں۔ پھر ہمارے لئے آسمان پر ہونے والے تغیرات اور زمین پر ہونیوالے واقعات ہر وقت تائید کر رہے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین کو بتلا رہے ہیں کہ حق ان کے پاس ہے۔ کیا اپنے مذہب کی اشاعت اور ترویج کے لئے کسی اور مذہب کے پاس بھی یہ سامان ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس حالت میں بھی کہ ہمارے پاس ایسے ایسے زبردست اور قوی سامان ہیں۔ اگر ہماری سعی میں سستی اور کاہلی کا شائبہ بھی پایا جائے تو کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے۔ پس اے احمدی قوم اُٹھ اور دیکھ کہ وہ لوگ جن کے ساتھ تیرا مقابلہ ہے کیا کر رہے ہیں۔ اور تو نے ان کے مقابلہ کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ تیرا فرض بہت بڑا اور تیرا کام بہت اہم ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ تو ہمت اور کوشش میں بھی سب سے بڑھی ہوئی ہو۔ اہل دنیا کو اگر اپنے ساز و سامان پر ناز ہے۔ تو ان کے لئے مبارک ہو۔ لیکن تجھے اپنی تہیدستی سے بے دل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تو اس خزانہ کی مالک ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اور جسے کسی چور اور ڈاکو کا ڈر نہیں۔ دوسروں کو جن اسباب پر بھروسہ ہے وہ فانی اور نابود ہونے والے ہیں۔ لیکن جو تیرا گنجینہ ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔ پھر دوسروں کی صرف کوششیں ہی کوششیں ہیں۔ اور نتیجہ مفقود۔ لیکن اگر تو کوشش کریگی تو تیرا کامیاب ہونا ضروری ہے۔ اس لئے یہ وقت ہے۔ کہ تو تبلیغ حق اور اشاعت اسلام کے فرض کو ادا کرنے کے لئے دیوانہ وار اُٹھ کھڑی ہو۔ اور خدا کی مقدس اور آخری کتاب قرآن کریم کو دُنیا میں ہر جگہ پھیلا دے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی صداقت پہنچانے کے لئے جو سامان کر دئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ قرآن کریم کے بے نظیر حقائق اور معارف اُردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور پہلا پارہ چھپ کر شائع ہو رہا ہے۔ اس کو کثرت سے تقسیم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ تا دنیا کو معلوم ہو کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اور اپنے اندر کیسی کیسی اعلیٰ صداقتیں اور حقیقتیں رکھتا ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری پوری اُمید ہے۔ کہ اس ترجمۃ القرآن کے ذریعہ اشاعت اسلام کا رستہ بالکل صاف ہو جائیگا اور اہل دُنیا کو اسلام کی طرف بُلانے میں ہمیں بہت آسانی اور سہولت ہو جائیگی۔ پس دیگر مذاہب کے لوگوں کی تگ و دو کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہو۔ اور قرآن کریم کے آب حیات سے پیاسی اور مضطر دنیا کو شیریں کام کر دو۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔

جہالت کا نتیجہ

خدا کے نزدیک شرک جیسا برا اور ناپاک فعل اور کوئی نہیں۔ کیونکہ دیگر جس قدر بھی گناہ ہیں۔ ان میں انسان کسی حد تک معذور اور مجبور بھی قرار دیا جا سکتا ہے لیکن خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا ایک ایسی کھلی برائی ہے جس کے متعلق کسی قسم کا عذر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان کے لئے اس کے اپنے اندر نیز اس کے گرد و پیش اس قدر واضح اور کھلے ثبوت اور نشانات ہیں کہ کسی قسم کی لاعلمی اور نافہمی کے عذر کو قبول ہی نہیں ہونے دے سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس صحیفہ میں فرما دیا ہے کہ ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشآء اللہ اس گناہ کو نہیں بخشیگا۔ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اس کے اور جس گناہ کو چاہے گا۔ معاف کر دیگا خدا تعالیٰ نے اسقدر سخت وعید ان کے متعلق کیوں فرمائی اس لئے کہ انسانی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سکنڈ اپنے اندر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے بیشمار ثبوت رکھتا ہے اور کوئی انسان ان نشانات سے بے خبر نہیں ہے۔ لیکن باوجود اس کے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو خدا کے شریک ٹھہرانے کی خطرناک جرأت کرنے سے باز نہیں رہتے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو آج تک سخت سے سخت نقصان اُٹھانے کے سوا کبھی ذرا بھی فائدہ نہیں ہوا لیکن پھر بھی وہ باز نہیں آتے۔ اور نقصان کو دیکھتے بھگتے اور برداشت کرتے ہوئے شرک کے خطرناک گناہ سے نہیں بچتے ✤

حال ہی میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ جس کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک شخص لکھتا ہے۔ کہ موضع کوہال تحصیل سمندری میں ایک ہندو جٹ کی لڑکی کو جس کی عمر دس سال کے قریب ہے کچھ لوگ دیوی بھجکر پوجتے ہیں۔ ۵ر جون کو دو نوجوان ہندوؤں کے درمیان اس دیوی کے متعلق تکرار ہو پڑا۔ دونوں نے حجام سے ایک ایک استرہ لیا۔ اور آبادی سے باہر جا کر ایک لڑکے نے جس کی عمر قریباً ۱۸ سال کی ہے۔ اپنی زبان اس لئے کاٹ ڈالی۔ کہ دیوی اس کی زبان کو از سر نو پورا کر دیگی۔ مگر دوسرے نے نہ کاٹی۔ اس کٹی ہوئی زبان کو اس دیوی کے پاس لا کر ایک برتن میں گنگا جل ڈالکر رکھ دیا گیا۔ ۱۴ر جون اس کی زبان کے پورا ہونے کی مقرر تھی۔ بندہ بھی یہ بات دیکھنے کے واسطے وہاں گیا۔ قریب ایک انچ زبان کٹی ہوئی تھی۔ ہوَن ہونا شروع ہوا۔ اور اس کے بعد وہ دیوی سر ہلا کر کھیلنے لگی۔ ہوَن ختم ہونے پر درگا کے حکم سے کٹی ہوئی زبان ناریل کے ساتھ ہون کنڈ میں ڈالی گئی۔ شام ہونے کو آئی مگر زبان ہی نہ چڑھی۔ دیوی کے پوجاری نہایت مایوس ہو گئے۔ آخر دیوی کے اور بھگت لاہور سے منگوانے کی تجویز ہوئی۔ ۱۹ر جون کو دو آدمی میر گروپرو لاہور روانہ ہوئے۔ ۲۱ر جون کو آٹھ بھگت پہنچ گئے۔ اور از سر نو ہون وغیرہ ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ یہ غیر اللہ کی پرستش کا اسی دنیا میں نتیجہ نکلا... امید ہی کہ دیوی کا دلدادہ تمام عمر اپنی دیوی کی یاد کو دردِ زبان تو نہیں رکھ سکیگا۔ کیونکہ زبان دیوی کی نذر کر چکا ہے۔ اپنے دل میں اس کی یاد کو تازہ رکھیگا۔ ہمیں اس بات کا بھی افسوس ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی روایات اور قدیمی اعتقادات اس قسم کے افعال کے موجب ہوتے ہیں۔ کاش! یہ لوگ اسلام کی تعلیم پر غور کریں تا اس قسم کے نقصانات نہ اٹھاتے ✤

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

الاسلام

کسی پچھلے نمبر میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں۔ کہ پہلی تعلیمیں محرف مبدل ہو چکی تھیں۔ اس لئے پھر ایک ایسی تعلیم کی ضرورت پیش آئی۔ جسمیں انسانی دستبرد نہ ہوئی ہو۔ اور وہ براہ راست خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو پہلی تعلیمیں جیسی محرف و مبدل ہونے کی وجہ سے قابل پذیرائی نہیں ویسے ہی نامکمل ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں جیسا کہ ہم آگے چلکر بتائیں گے۔ کہ وہ تعلیمیں اعلےٰ درجہ کی تعلیمیں نہیں ہیں۔ صرف اسلام ہی کی تعلیم ایک ایسی تعلیم ہے۔ جو ہر پہلو سے کیا بلحاظ انسانی فطرت کے اور کیا بلحاظ قانون قدرت کے اور کیا بلحاظ عقل و ذکاوت کے کامل اور مکمل ہے مختلف مذہبوں نے جو بھی تعلیمیں دی ہیں۔ وہ سب تعلیمیں مذہب کی غرض پورا کرنے کے لئے ہیں۔ لہذا تعلیم کے کامل اور مکمل ہونیکو معلوم کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ مذہب کی غرض معلوم کیجائے۔ مذہب کہتے ہیں راستے کو۔ یہ وہ راستہ ہے۔ جو انسان سے لیکر خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے۔ جسپر چلکر انسان اللہ تعالےٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ دوسرا مترادف لفظ مذہب کا دین ہے۔ اور دین کہتے ہیں جزا و سزا کو۔ تو مذہب وہ راستہ ہوا جسپر چلکر ہم خدا تعالیٰ تک پہنچ سکیں۔ اور اسکی جزا و سزا کے مستوجب ہوں۔ سزا سے ہمیشہ انسان بچنا چاہتا ہے اور جزا کا خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس بات کو چاہتا ہے کہ وہ سزا سے بچے۔ اور کچھ حاصل کرے۔ لہذا مذہب کی غرض یہ ہوئی۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ سے ایسا تعلق پیدا کرے کہ اُسکی سزا سے بچ جائے۔ اور جزا کا مستحق ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ سے جب تعلق پیدا ہوگا۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس قول کے مطابق کہ دوست کی ہر ایک چیز پیاری ہوتی ہے۔ انسان کو مخلوق سے بھی تعلق ہمدردی پیدا ہو جائے۔ کیونکہ یہ بھی اُس کے محبوب کی مخلوق ہے۔ پس مذہب کی غرض وسیع ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق۔ مخلوق سے ہمدردی۔ اللہ کی سزا سے بچنا۔ اور جزا کا حاصل کرنا ہوگی۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ دنیا میں جو بھی تعلیم آئے۔ وہ تعلیم ایسی تعلیم ہونی چاہیئے۔ کہ جو ان مندرجہ بالا اغراض کو پورا کرتی ہو۔ یہاں مجھے دوسرے مذاہب کی تعلیمیں پیش کرکے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ آیا وہ تعلیمیں ان اغراض کو پورا کرتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ اسلام کے سوا دوسری تمام تعلیمیں محرف مبدل ہو چکی ہیں۔ ہر لیکن پھر بھی بعض بعض جگہ ہم پچھلی تعلیموں کا مقابلہ قرآن شریف کی تعلیم سے کرکے یہ دکھائیں گے۔ کہ وہ تعلیمیں موجودہ استعدادوں کے لحاظ سے اس زمانہ کے لئے نہیں ہیں۔ وہ اگر محرف مبدل نہ بھی مانی جاتیں تو بھی ماننا پڑیگا کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے زمانوں کے لئے تھیں۔ اب اسلامی تعلیم کے مقابلے میں وہ غیر مکمل ہیں۔ تعلیم چونکہ مذہب کی غرض پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور اوپر میں مذہب کی اغراض بتا چکا ہوں۔ اسلئے اب اسلامی تعلیم پیش کرتا ہوں۔ جو اسلام مذہب کی غرض کو مدنظر رکھتا ہوا ہمیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ اسلم لہ کے معنے ہیں۔ کامل طور پر سپرد کر دینے کے۔ ترجمہ۔ جو شخص اپنے آپ کو کامل طور پر اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں لگا دے۔ اور پھر وہ محسن بھی ہو۔ یعنے احسان کرنیوالا بھی ہو۔ ایسے شخص کے لئے اجر ہیں۔ اور اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں۔ اب اس تعلیم میں اللہ تعالیٰ نے مذہب کی کل غرض بیان کر دی۔ کہ انسان کسی مذہب کو اختیار اسلئے کرتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ تک پہنچ جائے تو اُس کے لئے اس تعلیم نے یہ رستہ بتا دیا۔ کہ انسان اپنے آپکو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں اس طرح لگا دے۔ کہ اسکی خوشی اسکا رنج اسکا چلنا پھرنا۔ سونا بیٹھنا اٹھنا۔ کھانا پینا ہر ایک کام خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ اس کے ارادے اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہوں۔ اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہوں۔ غرض یہ کہ اعتقادی اور عملی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہو جاوے۔ اعتقادی طور پر یہ کہ یہ اپنی پیدائش کی غرض اللہ تعالےٰ کی اطاعت فرمانبرداری اور اس کا عشق و محبت سمجھے۔ اور عملی یہ کہ جسقدر بھی نیکیاں ہیں جو اُس کی طاقت میں رکھی گئی ہیں۔ وہ بجا لاوے۔ تو اس آیت میں دو طریق بتائے ہیں۔ کہ انسان ان طریقوں سے اپنی زندگی خدا تعالےٰ کی راہ میں لگا دے۔ اول یہ کہ اللہ تعالےٰ کو مقصود و معبود اور محبوب ٹھہرایا جائے تمام عبادات۔ محبت۔ خوف۔ رجا میں دوسرا اس کے ساتھ کوئی شریک نہ رہے۔ اسی کی تقدیس۔ تمجید اور تحمید و تسبیح کی جائے۔ اور اُس کے تمام اوامر و نواہی کو بدل و جان قبول کیا جائے۔ غرضیکہ اسکی راہ میں جان تک دینے کے لئے تیار رہے۔ اور اگر کوئی موقعہ آجائے۔ تو اس میں دریغ نہ کرے۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اسقدر شیدا ہو جائے۔ تو اس کے لئے دوسرا طریق اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے کا یہ ہے۔ کہ پھر وہ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی چیزوں سے جنمیں سب سے اشرف انسان ہے۔ کیونکہ کل دنیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے یہ اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی چیزوں میں سب سے اشرف ہوا۔) محبت کرے۔ ان سے ہمدردی کرے۔ انکی خبر گیری کرے۔ انکے لئے خود دکھ اٹھاوے۔ ان کے آرام کے لئے ساعی ہو کسی کو بیمار دیکھے تو اسکی ہمدردی کے لئے کھڑا ہو جائے۔ لنگڑا دیکھے اپاہج دیکھے تو ان کی تسلی کا باعث غرض اسکی زندگی اُن سے سلوک کرنے کے لئے وقف ہو۔ تو اسلام نے مذہب کی اس غرض کو کہ اسکا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو۔ یہاں فرمایا۔ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ اب اس غرض کو کہ انسان اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ جائے۔ فرمایا کہ جب انسان یہ حالت پیدا کرلیگا جو اوپر بیان ہوئی۔ تو پھر اسکے لئے کوئی حزن اور غم باقی نہیں رہیگا۔ پھر اسکو اللہ تعالےٰ سزا نہیں دیگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی سزا سے نجات پا جائیگا۔ ہاں سزا سے ہی نجات نہیں پائیگا۔ بلکہ انسان کے اندر جو ایک فطرتی مادہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ صرف نجات ہی نہیں چاہتا۔ بلکہ چاہتا ہے کہ اُس کو کچھ ملے بھی۔ تو فرمایا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ۔ ان کو نجات کے علاوہ ہم اور اجر بھی دیں گے۔ ان اجروں کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ آئیگا۔ کہ وہ اجر کیا ہونگے۔

ہمیں یہاں یہ بتانا منظور تھا۔ کہ اسلام نے مذہب کی غرض کو پورا کرنیوالی تعلیم دی ہے۔ مذہب چاہتا ہے کہ اُسکا یقین ہو جائے۔ اسلام بھی کہتا ہے کہ ہاں ایسا ہونا چاہیئے۔ مذہب کہتا ہے کہ انسان کا تعلق مخلوق سے ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ ہاں ضرور ہو۔ [illegible] اسلام تعلیم کہتی ہے کہ ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ غرض یہ کہ اسلامی تعلیم نے مذہب کی غرض کو بیان کر دیا۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ بیان کرینگے۔ کہ اسلام ان اغراض کو پورا کرنیکیلئے کیا طریقے بتاتا ہے اور کسطرح یہ اغراض پوری ہو سکتی ہیں۔

ابراہیم سیالکوٹی ہوش کرے

تعصب کا ستیاناس جسکا دامن اس نے پکڑا ۔ اسکی آنکھ کو اندھا اور اس کی عقل کو نکما کر کے چھوڑا ۲۳ / جون ۱۹۱۶ء کے اہل حدیث میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا ایک مضمون بعنوان "مسیلمہ یمامی اور مرزا قادیانی" شائع ہوا ہے ۔ اس نے حضرت مرزا صاحب کی مسیلمہ یمامی سے مشابہت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن وہ نہیں جانتا ۔ کہ در اصل اس نے حضرت خاتم المرسلین اور آپکے صحابہ و دیگر خدا تعالیٰ کے پیارے نبیوں پر حملہ کیا ہے ؛

پہلی مشابہت اس نے یہ لکھی ہے ۔ کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم کے مدعی نبوت ہونے کے بعد دعوے نبوت کیا تھا ۔ اور مرزا صاحب نے بھی آنحضرت کے بعد دعویٰ نبوّت کیا ہے ۔ لہذا مرزا صاحب بھی کاذب ٹھہرے اور مشابہت ثابت ہو گئی ؛

اس عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے سے کوئی پوچھے ۔ کہ اگر کسی گذشتہ مدعی نبوّت کے بعد کسی کا دعویٰ نبوۃ کرنا اس کے جھوٹے اور کذاب ہونیکی دلیل ہے تو کیا اسی جیسا ایک اور متعصب آدمی آنحضرت صلعم پر یہی اعتراض نہیں کر سکتا ۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود پر کیا ہے ۔ کیونکہ آپنے بھی تو ایک مدعی نبوۃ کے بعد ہی دعوے نبوّت کیا ہے ۔ اگر آنحضرت صلعم مسیح ناصری مدعی نبوت کے تیرہ سو برس بعد دعوے نبوت کرنے سے جھوٹے نہیں ۔ ثابت ہوتے تو آنحضرت کے تیرہ سو برس بعد مرزا صاحب دعویٰ نبوت کرنے سے جھوٹے اور کذاب کسطرح ثابت ہو سکتے ہیں ۔ کیا جو راہ مولوی ابراہیم نے حضرت مرزا صاحب کو کذاب ثابت کرنے کی اختیار کی ہے ۔ وہ سیدہی آنحضرت صلعم تک نہیں جاتی ہے ۔

دوسری مشابہت اس نے یہ دی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے مستقل نبوت کا دعوے نہیں کیا تھا ۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے ساتھ شراکت نبوّت کا مدعی ہوا تھا ۔ چونکہ مرزا صاحب نے بھی نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا ۔ لہذا مسیلمہ کی طرح ان کا بھی جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا ؛

میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں ۔ کہ اگر ان کی یہ دلیل درست ہے ۔ اور اس سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ تو حضرت ہارون کے متعلق ان کا کیا خیال ہے ۔ کیونکہ وہ بھی تو حضرت موسیٰ کے ساتھ شراکت نبوت کے مدعی تھے ۔ کیا مولوی ابراہیم نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کی درخواست کو نہیں پڑھا ۔ وہ حضرت ہارون کے لئے دعا کرتے ہیں ۔ **اشرکہ فی امری** ۔ کہ الہٰی ہارون کو بھی میری نبوۃ میں شریک کر ۔ کیا مولوی صاحب نے جو وار حضرت مرزا صاحب پر کیا ہے ۔ دوسرے رنگ میں حضرت ہارون پر نہیں پڑا ۔ پس مولوی صاحب کی جس دلیل سے حضرت ہارون جھوٹے نہیں ثابت ہوتے ۔ اس دلیل سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا کسطرح ثابت ہو سکتا ہے ورنہ ماننا پڑے گا ۔ کہ نعوذ باللہ حضرت ہارون بھی جھوٹے تھے ۔ کیونکہ وہ بھی حضرت موسیٰ کے ساتھ شراکت نبوت کے مدعی تھے ؛

تیسری مشابہت اسنے یہ دی ہے ۔ کہ مسیلمہ کذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ آنحضرت صلعم کی نبوت کے انکار کے ساتھ نہیں کیا تھا ۔ بلکہ اقرار کر کے خود بھی مدعی نبوت بنا تھا ۔ اسی طرح مرزا صاحب نے آنحضرت صلعم کی نبوت کا اقرار بھی کیا ۔ اور خود بھی مدعی نبوت ہوئے ۔ لہذا ثابت ہوا ۔ کہ وہ کذاب تھے ۔ (نعوذ باللہ)

آنحضرت صلعم کی حدیث لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے ۔ آنحضرت نے اس میں یہ بھی فرمایا ہے ۔ **لا یبقے من القرآن الا رسمہ** ۔ کہ آخری زمانہ میں قرآن شریف کے صرف الفاظ ہی الفاظ رہ جائیں گے حقیقت سے لوگ ناآشنا ہوں گے ۔ اگر مولوی صاحب کو قرآن کریم کی واقفیت ہوتی ۔ تو مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کے ثبوت میں یہ بات ہرگز پیش نہ کرتے ۔ کیونکہ حضرت ہارون نے بھی حضرت موسیٰ کی نبوت سے انکار کر کے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا ۔ بلکہ حضرت موسیٰ کی نبوت کا بھی اقرار تھا ۔ اور خود بھی مدعی نبوت تھے ؛ جیسا کہ حضرت موسیٰ درخواست کرتے ہیں ؛

ارسلہ معی ردأ یصدقنی ۔ کہ الہٰی ہارون کو بھی میرے ساتھ بھیج ۔ تا وہ میری نبوت کا اقرار اور تصدیق کرے ؛

پس اگر مولوی صاحب کی اس دلیل سے حضرت ہارون جھوٹے نہیں ثابت ہوتے ۔ تو حضرت مرزا صاحب پر اس سے کیا الزام آ سکتا ہے ؛

چوتھی مشابہت ۔ اس نے یہ دی ہے ۔ کہ مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروؤں کی ہلاکت باغ میں ہوئی تھی ۔ اسی طرح مرزا صاحب نے بھی اپنے مریدوں کے لئے بہشتی مقبرہ بنایا ۔ آخر خود بھی اسی باغ میں جا دفن ہوئے ؛

اول تو حضرت مسیح موعود کی وفات باغ میں نہیں ہوئی ۔ اور اگر بہشتی مقبرہ میں ان کے مدفون ہونے سے مولوی صاحب کی خیالی مشابہت قائم ہوتی ہے ۔ تو میں پوچھتا ہوں ۔ کہ جو جو پاک وجود آنحضرت کے بنائے ہوئے بہشتی مقبرہ میں (جسکا نام جنۃ البقیع ہے) آرام کی نیند سوئے پڑے ہیں ۔ ان کی نسبت مولوی صاحب کا کیا فتوے ہے ۔ خوف خدا درکار ہے ۔ بہشتی مقبرے کا یہ مطلب نہیں ۔ کہ اس زمین کی کوئی ایسی تاثیر ہے ۔ کہ جسکو وہاں دفن کرد و ۔ وہ جنتی ہو جاتا ہے ۔ بلکہ جو جنتی ہو گا ۔ خدا تعالیٰ اس کو یہاں دفن ہونے کا موقعہ دے گا ۔

پھر مولوی صاحب ایک عبارت نقل کر کے ایک اور مشابہت قائم کرتے ہیں ۔ **ومن اثبت نبیاً بعد محمد صلعم فھو شبیہ باتباع مسیلمۃ الکذاب** ۔ کہ جو آنحضرت کے بعد کسی کو نبی مانے ۔ اس کی مثال مسیلمہ اور اس کے مریدوں کی مثال ہے ؛

مولوی صاحب یہ تو بتائیں ۔ کہ یہ کونسے پارے کی آیت ہے ۔ جو آپ نے نقل کی ہے ۔ یا خلفائے اربعہ میں سے کسی خلیفہ کا یہ قول ہے ۔ یا کسی ثقہ راوی نے

اسکو آنحضرت سے بیان کیا ہے جب یہ عبارت نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ تو پھر مولوی صاحب کا اس عبارت کو پیش کرنا کیسا لغو اور بیہودہ ہے۔ خصوصاً جبکہ حضرت عائشہ کا یہ قول موجود ہے۔

قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ ۔

کہ خاتم الانبیاء کا لفظ کہو۔ لیکن یہ کلمہ نہ کہو۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں۔ مطلق انبیاء کی آمد کی نفی کرنا غلطی ہے۔ بلکہ صاحب شریعت نبی اب کوئی نہیں آسکتا۔ اور ابن تیمیہ صاحب کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ بعد کا لفظ کسی چیز کے ختم ہوجانے پر بولا جاتا ہے۔ لیکن نبی کریمؐ کی نبوت کا دامن تو قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اس واسطے کسی ایسے شخص کا آنا ممتنع ہے جو آنحضرت کی نبوت اور شریعت کو ختم کردے۔ اور اپنی کوئی نئی شریعت لائے۔ مسیلمہ اسی قسم کی نبوت کا مدعی ہوا تھا۔ اس نے بہت سے احکام شرعیہ کو منسوخ کیا تھا۔ حالانکہ آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ دین کی تکمیل ہوچکی ہے۔ ہاں جسطرح تورات کی حفاظت کیلئے اور اسپر لوگوں کو چلانے کے لئے حضرت موسیٰ کے بعد بہت سے نبی آئے۔ اسی طرح امت محمدیہ میں بھی آسکتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ کے قول کے علاوہ سید الاولیاء محی الدین ابن عربی صاحب نے لا نبی بعدی کی تشریح کی ہے۔ جو ہماری مؤید ہے۔ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہٗ ۔

مطلقاً نبوت اٹھ نہیں گئی۔ بلکہ تشریعی نبوت ممنوع ہے۔ یہی معنے ہیں لا نبی بعدہٗ کے۔ پھر آگے چلکر لکھتے ہیں۔ فعلمنا انہٗ قولہ لا نبی بعدہٗ ای لا مشرع خاصۃ لا انہ یکون بعدہٗ نبی ۔

لا نبی بعدہٗ کا یہ مطلب ہے۔ کہ صرف مشرع نبی نہیں آئیگا۔ کیونکہ غیر تشریعی نبی نے آپکے بعد آنا ہے

فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۴۔ اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسیح محمدی کی پیدائش توام کی صورت میں ہوگی۔ چنانچہ مرزا صاحب کی پیدائش اسی رنگ میں ہوئی۔ آپکے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔

پھر زرقانی جلد رابع صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے۔ **قد لا یکون النبی مستقلا بل یأتی بتقویم شریعۃ نبی قبلہ** ۔ کہ کوئی مستقل صاحب شریعت یا براہ راست نبوۃ حاصل کرنے والا نبی نہیں آسکتا۔ ہاں ایسا نبی آئیگا۔ جو آنحضرت کی شریعت کو قائم کرنیوالا ہوگا۔

پھر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ باب اسلام سلمان کی حدیث میں جو آیا ہے۔ لیس بینی وبینہٗ نبی۔ کہ حضرت عیسیٰ اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ۔

وہ لکھتے ہیں۔ **ولا یمتنع ان ینبئ فی الفترۃ من یدعوا الی شریعۃ الرسول الاخیر** ۔ کہ اس فترۃ کے زمانہ میں ایسے نبی کا آنا ممتنع نہیں۔ جو اپنے سے پہلے نبی کی شریعت کی طرف لوگوں کو بلائے۔ پس آنحضرت صلعم کی حدیث لا نبی بعدی کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ آنحضرت کی شریعت کی طرف بلانے والا نبی آسکتا ہے ۔

ہمنے مولوی ابراہیم صاحب کے تمام دلائل کو توڑدیا ہے اگر وہ لوگوں پر حق واضح کرنا چاہتے ہیں۔ تو مہربانی فرما کر صادقوں کی شناخت کے معیار تحریر کریں۔ مثلاً یہ کہ وہ آنحضرت صلعم یا دیگر انبیاء کو جو راست باز یقین کرتے ہیں۔ تو کن دلائل کی بناء پر۔ پھر انہی دلائل سے ہم انشاء اللہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کر دیں گے۔ ورنہ **یوسوس فی صدور الناس** کا مصداق بننا ایک مولوی کہلانیوالے کی شان سے بہت بعید ہے ۔

ثناء اللہ کیوں زندہ رہا

باقی رہا یہ سوال کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں حضرت مرزا صاحب وفات پاگئے اسکا مفصل جواب ۵ اپریل سنہ۱۹۱۶ء کے الفضل میں ملاحظہ ہو۔ مختصراً اسکا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے شائع کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب اس کے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز کر گئے۔ جس پر حضرت مرزا صاحب اشتہار آخری فیصلہ میں ایک دعا شائع کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ تم بھی بذریعہ اشتہار یا اخبار اسی قسم کی دعا شائع کرو۔ اور پھر آخر میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اب مولوی ثناء اللہ جو چاہے اس کے نیچے لکھدے۔ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اور اعجاز احمدی صفحہ ۳۷ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "واضح رہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعے عنقریب تین نشان ظاہر ہوں گے۔ ایک یہ کہ اگر وہ مباہلہ منظور کرلیگا۔ تو ضرور میری زندگی میں ہلاک ہوجائیگا"۔

مولوی ثناء اللہ اس کے جواب میں یہ لکھتے ہیں۔

(۱) "آپنے × × × لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں۔ ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں"۔

(۲) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" ۔

(۳) "قرآن تو کہتا ہے۔ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔" (اہلحدیث مجریہ ۲۶ اپریل سنہ۱۹۰۷ء)

اوّل تو مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اسلیئے زندہ رہا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ مباہلہ منظور کرے گا۔ تو ضرور میری زندگی میں ہلاک ہو جائیگا۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے لکھا کہ اب مولوی ثناء اللہ جو چاہے۔ اس کے نیچے لکھدے اُس نے یہ لکھا کہ ۔

"بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے" ۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ کو مہلت دیگئی ✦

اگر یہ کہا جائے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے قبول کرتے یا نہ کرنے کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مرزا صاحب کی دعا قبول ہونی چاہیئے تھی۔ تو اسکا یہ جواب ہے۔ کہ مباہلہ طرفین کی دعا کا نام ہے۔ نہ کہ ایک طرف کی رضامندی کا۔ مگر باوجودیکہ مولوی ثناء اللہ کو دعا شائع کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے شائع نہ کی۔ حالانکہ پہلے خود ہی لکھ چکا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز کیا ہے۔ مگر خود گریز اختیار کر گیا ✦

اور اگر بالفرض اس دعا کو دعائے مباہلہ نہ کہا جاوے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی دعا کی غرض یہ ٹھہرائی تھی۔ کہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہو۔ پس جس صورت میں مولوی ثناء اللہ نے قرآن کی رُو سے یہ تسلیم کیا۔ کہ بدکاروں کو مہلت ملتی ہے۔ تو مولوی ثناء اللہ کے ہلاک ہونے میں سچے اور جھوٹے کے امتیاز کی غرض پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اس واسطے مولوی ثناء اللہ اپنے معیار کے مطابق زندہ رہا۔ اور خدا تعالٰے نے اس کو زندہ رکھ کر اس کی اپنی زبان سے اُسے ملزم اور جھوٹا ثابت کر دیا ✦

مسلمان کہلا کر اسلام کے خلاف کرنے کا نتیجہ

جب کسی قوم کی مذہبی یا دنیاوی حالت انحطاط پذیر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ تو اس کے اپنے اندر سے ہی کچھ لوگ اس قسم کے کھڑے ہو جاتے ہیں جو زبان سے تو اپنے مذہب کا دم بھرتے ہیں۔ مگر اندر ہی اندر اسے سخت نقصان پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اکثر لوگ ان کی وجہ سے قعرِ ذلت میں گر پڑتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں مسلمانوں میں اس قسم کی مثالیں کثرت سے مل سکتی ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے تو ہمیں اسوقت کسی اس قسم کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی وہ کوئی ایسی نادر الوقوع ہے۔ جو عام نظروں سے پوشیدہ ہو۔ البتہ مذہبی لحاظ سے اس وقت ہم صرف ایک انسان کو پیش کرتے ہیں۔ جو کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ فاصلہ ہمارے قریب تر ہے۔ یعنے منشی الہ یار خان صاحب عرف جوگی مقیم لاہور انہوں نے اپنے اوپر یہ بات فرض کر رکھی ہے۔ کہ گلٔے کو جس عزت و تکریم کی نظر سے اہل ہنود دیکھتے ہیں ایسی عزت سے وہ دیکھیں۔ اور دوسروں کو دکھلائیں۔ ان کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ کہ قرآن کریم میں خدا تعالٰے نے بنی اسرائیل کے ہاتھوں اصرار کے ساتھ گائے ذبح کرانے کا واقعہ کیوں درج فرمایا ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو کس بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قرآن کریم کوئی قصے کہانیوں کی تو کتاب ہے نہیں۔ اور نہ ہی ایسی کتاب ہے جسکا مقصد لوگوں کے لئے صرف تاریخی واقعات کا بہم پہنچانا ہو۔ بلکہ ہدایت اور رشد تقویٰ اور طہارت نصیحت اور عبرت کا درس دینے والی ہے پس جو شخص قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ کبھی اس کے کسی واقعہ پر سے لاپرواہی اور خود سری سے نہیں گذر سکتا۔ لیکن جوگی صاحب کا گلٔے کے متعلق یہ طریق اختیار کرنا بتاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک قرآن کریم نے جن واقعات کو بیان کیا ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ان سے سبق حاصل کیا جائے ✦

ہمیں نہیں معلوم کہ جوگی صاحب کو یہ کام کیوں اور کس غرض سے اختیار کرنا پڑا۔ اور کونسی ضرورت نے انہیں گئورکھشا نامی ماہوار رسالہ نکالنے پر مجبور کیا۔ ہاں یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اہل ہنود جنکی ہمدردی اور مدد پر انہیں امید تھی۔ وہ بھی ان کی سعی سے مشکور نہیں ہیں۔ چنانچہ اخبار آریہ گزٹ لکھتا ہے ✦

"کہ ہندوؤں میں ان کے لکچروں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ سے منشی صاحب کے لکچر مسجدوں اور گرجاؤں میں ہوا کریں گے تاکہ ان کی محنت بھی سپھل ہو۔ (بار آور) اور جب مسلمان اور عیسائی لوگ ماس کھانا چھوڑ دیں۔ تو ہندوان کے مشکور بھی ہو سکیں" ✦

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب ہندو صاحبان جوگی صاحب کا اپنی سٹیج پر کھڑا ہو کر لکچر دینا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ اور انہیں اپنے سر سے اسطرح ٹالنا چاہتے ہیں۔ کہ مسجدوں اور گرجاؤں میں لکچروں کی ضرورت ہے۔ وہاں جا کر دیا کریں۔ ہندو صاحبان یہ تو خوب جانتے ہیں۔ کہ جوگی صاحب کو نہ مسلمان مسجدوں میں گئورکھشا پر لکچر دینے دیں گے۔ اور نہ عیسائی گرجاؤں میں۔ تاہم وہ انہیں یہی مشورہ دیتے ہیں جو کہ ایک طریق سے جوگی صاحب کو لکچر دینے سے بند کرانا ہے ✦

اس سے جوگی صاحب کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ اسلام کے خلاف ایک بات کے مشتہر کرنے سے جب اس دنیا میں انہیں کوئی نفع نہیں ہوا۔ تو آخرت میں کیا ہوگا کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ جوگی صاحب اپنے موجودہ طرز عمل میں تبدیلی کر کے گئورکھشا کا کام انہیں کے سپرد کر دیں گے۔ جن کا مذہبی فرض ہے ✦

قول فیصل

پچھلے دنوں شملہ کے غیر مبائعین اور مبائعین میں ایک بہت بڑا مباحثہ نبوۃ مسیح موعود کے بارہ میں ہوا جسمیں بذریعہ خاص چٹھی کے مولوی محمد علی صاحب نے بھی حصہ لیا اور بہت سی ہدایات دیں۔ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی بھیجا۔ اور انہوں نے بھی اپنا پورا زور لگایا۔ اس مباحثہ میں ثالث جناب شیخ محمد عمر صاحب بی۔ اے وکیل قرار پائے جناب ممدوح نے ایک طویل فیصلہ نہایت مدلل لکھا ہے جسکا حجم ۵۶ صفحے ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے کسقدر محنت اسبارے میں کی۔ تمام کتب حضرت مسیح موعودؑ آپکے زیر نظر ہیں۔ فریق ثانی کو اپنے تمام اعتراضات پیش کرنے کا موقعہ دیا ہے پھر ان کا ایک ایک کر کے جواب دیا ہے۔ یہ فیصلہ ہر احمدی کے پاس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسمیں نبوت مسیح موعود پر مختصر مگر جامع و مدلل بحث مع حوالجات کتب موجود ہے۔ ہم اس فیصلہ کو غیر مبائعین پر اس لحاظ سے بطور حجت پیش نہیں کرتے۔ کہ چونکہ ثالث نے یہ فیصلہ دیا ہے اس لئے مان لو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ان دلائل کو دیکھو۔ جو اسمیں دیئے گئے ہیں۔ اور جن کے ذریعہ ایک منصف مزاج اس نتیجہ تک پہنچا ہے جس تک ہم خدا کے فضل سے پہنچے ہیں۔ اس سالہ کی قیمت صرف ۳/ ہے جو صاحب چاہیں چار آنہ کے ٹکٹ بھیجکر یا بذریعہ وی پی دفتر الفضل سے منگوا لیں ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

گورنمنٹ کی ہر قسم کی مدد کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی

فرمودہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۶ء

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (۱۶-۹۲)

میں نیت تو یہ کر کے چلا تھا۔ کہ چونکہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس لئے جس طرح پہلے میں نے یہ بیان کیا تھا کہ دعاؤں کے قبول ہونے کے ایسے اوقات مقرر ہیں کہ ان میں کی ہوئی دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ انہیں سے ایک وقت رمضان کا مہینہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی آپ لوگوں کے سامنے بیان کروں۔ کہ دعا کو کسے رنگ اور کن حالتوں میں کرنے سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اور اگر اعلےٰ اور عمدہ وقت میں کی جائے گی۔ تو سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے کیونکہ ایک تو وہ وقت ہی قبولیت دعا کا ہوتا ہے دوسرے عمدگی سے دعا کی جاتی ہے۔ لیکن رستہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک اور خیال ڈال دیا ہے۔ اس لئے اس وقت اسی کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اور پہلی بات کو کسی اور توفیق کے موقعہ پر چھوڑتا ہوں ؛

اس وقت جو میں نے آیت پڑھی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک خاص بات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ فرمایا ہے :- ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ اللہ عدل۔ احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کی تاکید کرتا اور حکم دیتا ہے۔ اور فحشا منکر اور بغی سے روکتا ہے ؛

اس زمانہ میں میں نے دیکھا ہے۔ بغاوت کا مادہ عجیب عجیب رنگ میں پھیلایا جاتا ہے۔ اور ایسے ایسے خوش رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہ بعض لوگ اسکو مفید اور کار ثواب سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اور ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ لوگ بغاوت کے لفظ تک کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے دکھ اور تکلیفیں اٹھاتے تھے۔ مگر وفاداری کو نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر آج کل بغاوت کے مفہوم کی کچھ ایسی تعریف بدلی ہے کہ بعض نادان اسے اعلیٰ درجہ کا کام سمجھنے لگ گئے ہیں اور اس کا نام خدمت ملکی اور قومی جوش رکھ رہے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جو اپنی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اسطرح انہوں نے بغاوت کو نہ صرف جائز قرار دے لیا ہے۔ بلکہ بہت مفید اور کار ثواب سمجھ رکھا ہے۔ اور اسطرح بہت لوگ دہوکہ میں آکر وہ کام کر گذرتے ہیں۔ جو انہیں نہیں کرنے چاہئیں لیکن من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی نہیں ادا کر سکتا۔ کیونکہ انسان کے انسان پر بہت تھوڑے احسان ہوتے ہیں۔ جب وہ ان کو ہی نہیں ادا کر سکتا تو خدا تعالیٰ کے احسان جو ادا ہی نہیں ہو سکتے۔ ان کے ادا کرنے کا تو وہ خیال بھی نہیں کریگا۔ پس جو شخص انسانوں کی بغاوت کرتا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ خدا کا بھی باغی ہو اور یہ لازم ہے۔ کہ وہ انسان جو اپنے محسن اور آقا کی بغاوت کرتا ہے۔ کبھی خدا کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ صوفیا تو اطاعت کے معاملہ میں بہت ہی بڑھ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رنگ میں عجیب عجیب طرز پر مسائل لکھے ہیں۔ احسان کی قدر کرنے اور اپنے محسن کے شکر گذار ہونے کے متعلق یہ مسئلہ اٹھایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں ماں باپ کی بغاوت اور نافرمانی کرے۔ تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے یہ فتوے دیا ہے۔ کہ بوجہ اس کے کہ اس نے خدا کے لئے ماں باپ کی نافرمانی کی بخشا جائیگا۔ مگر چونکہ اس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہوگی جو اس کے کسی گناہ ہی کا موجب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی گناہ نہ ہوتا تو اسے ایسا موقع ہی پیش نہ آتا۔ کہ اسے نافرمانی کرنی پڑتی۔ اس لئے وہ اس وقت تک بہشت میں نہیں جائیگا جب تک خدا تعالےٰ اُسے نہیں کہیگا۔ کہ چونکہ تم نے میرے لئے ماں باپ کی نافرمانی کی تھی۔ اس لئے میں ہی تمہیں بخشتا ہوں۔ خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے مگر اس میں اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی اعلیٰ درجہ کی مثال ہے۔ باوجود اس کے کہ اطاعت اور فرمانبرداری ایسی ضروری ہے۔ پھر بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو اس سے روگردانی کر بیٹھتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں کچھ خوش کن خیالات پیدا کر لیتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری کوششوں سے یہ ہو جائے گا یا وہ ہو جائیگا۔ لیکن ان کے یہ خیالات شیخ چلی کے منصوبہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ کہ شیخ چلی نے کہا مجھے یہ جو مزدوری ملیگی۔ اس کے انڈے خرید لونگا۔ ان کو فروخت کر کے مرغی پھر بکری۔ گھوڑا۔ اونٹ وغیرہ خرید تا جاؤں گا۔ اور اسطرح تجارت کرتے کرتے جب بہت بڑا مالدار ہو جاؤں گا۔ تو بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرونگا پھر بچے پیدا ہوں گے۔ وہ جب میرے پاس کچھ مانگنے آیا کرینگے۔ تو میں یوں لات ماروں گا۔ جب اس نے لات ماری۔ تو وہ گھی کا مشکہ جس کے اٹھانے کے عوض میں اسے مزدوری ملنی تھی۔ زمین پر گر کر ٹوٹ گیا۔ مالک مشکہ نے اُسے گردن سے پکڑ کر خوب مرمت کی۔ تب اُسے ہوش آئی۔ تو اس قسم کے خیالات محض اوہام ہوتے ہیں کبھی ان سے نتیجہ نہیں نکلا کرتا کبھی خفیہ سازشیں اور منصوبے کرنیوالے بادشاہ نہیں ہوتے۔ اور کبھی ان کی شرارتوں سے حکومتیں نہیں گر جاتیں۔ اگر کوئی حکومت گرتی ہے تو اس کے اور ہی اسباب ہوتے ہیں۔ آج تک تاریخ میں اس قسم کا ایک نمونہ بھی نہیں مل سکتا۔ کہ کسی زمانہ میں خفیہ سازشیں کرنے والوں نے حکومت کے تغیر سے فائدہ اٹھایا ہو۔ بلکہ ایسا ہی ہوا ہے کہ آنیوالوں نے آکر سب سے پہلے کام ہی یہی کیا ہے کہ ان کو نیست و نابود کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب انہوں نے اس سلطنت سے بغاوت کی ہے۔ جس کے ان پر بہت سے احسان تھے تو

ہم سے کیوں نہ کرینگے۔ جس کے ابھی یہ رہین منت نہیں ہیں۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ ناکام اور نامراد ہی رہتے ہیں اس زمانہ میں بھی کچھ لوگ ہیں۔ جو خفیہ تدبیریں کرتے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ جو ان سے پہلوں کا ہؤا۔

ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اسطرف متوجہ کیا ہے۔ کہ وہ ہر وقت گورنمنٹ کی وفادار اور مددگار رہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ وقت آتا ہے۔ جبکہ شورشیں ہونگی۔ اور صرف ہماری ہی جماعت گورنمنٹ کی اعلیٰ درجہ کی وفادار ثابت ہوگی۔ ہمیں اس معاملہ میں گورنمنٹ سے ہمدردی ہے۔ کہ بعض ناعاقبت اندیش شورش پھیلانا چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی ہمارا ایمان بھی تازہ ہو رہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بات جو آپنے بہت پہلے بتائی تھی۔ پوری ہو رہی ہے۔ مگر اس موقعہ پر آپنے ہماری جماعت کا یہ فرض رکھا ہے۔ کہ ہم ہر طرح سے گورنمنٹ کی مدد اور تائید کریں پھر آپنے سورۃ الناس کی تفسیر لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کرنا ہمارا فرض ہے، آج کل یوسوس فے صدور الناس ہو رہا ہے پس یہ وہ وقت ہے۔ جبکہ ہم نے اِسبات کا ثبوت دینا ہے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ اپنی جماعت کے متعلق کہا تھا۔ وہ سب سچ ہے۔ جنہوں نے ۱۹۰۷ء میں جب فساد ہوا تھا۔ اور ہندو مسلمانوں اپنا اتفاق ظاہر کرنے کے لئے چاندی کے برتنوں میں اکٹھا پانی پیا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کہا تھا کہ گورنمنٹ کو اپنی خدمات پیش کرو کہو کہ جو خدمت ہم سے چاہیئے۔ ہم وہ دینے کو تیار ہیں اس وقت بھی جبکہ گورنمنٹ ایک عظیم الشان جنگ میں مشغول ہے۔ کچھ شریر لوگ اس قسم کے منصوبے کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی توجہ بٹ جائے۔ اس لئے ہماری جماعت کو جہاں تک اور جسطرح ہو سکے۔ گورنمنٹ کی مدد کرے تا حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی تمام و کمال پوری ہو جائے جس کا ایک حصہ تو پورا ہو چکا ہے۔ اور دوسرا حصہ

ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے ذریعہ پورا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا انسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ تاکہ وہ اسے پورا کر کے انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہؤا تھا کہ ہمارے گھر میں طاعون نہیں پڑیگی۔ لیکن باوجود اس کے آپ صفائی وغیرہ کی بڑی احتیاط کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ حصہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا ایک حصہ ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور دوسرا دشمنوں کے ہاتھ۔ انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی قدر نہ کی۔ اور شرارتیں شروع کر دیں۔ اب دوسرا حصہ پورا ہونا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے مریدوں سے متعلق ہے۔ پس جب آپکے دشمنوں نے پیشگوئی کا وہ حصہ جو ان سے تعلق رکھتا ہے۔ پورا کر دیا ہے۔ تو کیسا نادان اور بدقسمت ہے وہ دوست جس کے ہاتھ اس کا متعلقہ حصہ پورا نہ ہو۔ پس میں خاص طور پر اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ اس وقت گورنمنٹ کی خاص طور پر مدد کرنی چاہیئے۔ یہ نادان لوگوں کے غلط اور بیہودہ خیال ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچا سکیں گے۔ جو کوئی اس سلطنت کا مقابلہ کرے گا۔ وہ خود رسوا اور ذلیل ہوگا۔ یہ گورنمنٹ خدا کی طرف سے یہاں آئی ہے اور حضرت مسیح موعود اس میں پیدا ہوئے ہیں۔ تا اس کے ذریعہ اسلام کی اشاعت اور ترقی ہو۔ پس اب اسلام کی اشاعت اسی سلطنت کے ذریعہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ یہ قوم گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہی ہے۔ اور دوسروں کو کر رہی ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کو مدنظر رکھے۔ اور جہاں کسی کے دل میں کوئی فاسد خیال دیکھے۔ فوراً نکالنے کی کوشش کرے۔ اور جسطرح بھی ہو سکے۔ گورنمنٹ کی مدد کرے کیونکہ ایسا کرنا نہ صرف گورنمنٹ کی مدد کرنے کے فرض کو ادا کرنا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو بھی پورا کرنا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے احکام کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور ہماری گورنمنٹ جسطرح امن پھیلانے کا کام کر رہی ہے۔ اسی طرح دین اسلام پھیلانے میں بھی ہمارے کام آئے۔ اور جسطرح دنیاوی لحاظ سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہے دینی لحاظ سے بھی تعلق رکھے۔ آمین

النظر

سیرۃ ابن ہشام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح زندگی میں عربی زبان کی یہ کتاب ایک خاص پایہ رکھتی ہے۔ اور اختصار کے ساتھ اپنی جامعیت کے لحاظ سے مستند مانی جاتی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ عبدالرحیم اینڈ برادر پسران مولوی رحیم بخش صاحب تاجران کتب لاہور مسجد چینیانوالی نے اسی نام سے شائع کیا ہے۔ افسوس کہ ترجمہ کسی مستند عالم عربی کے قلم سے نکلا ہؤا معلوم نہیں ہوتا اس لئے کتاب کی وہ عمدگی جو اصل زبان میں پائی جاتی ہے۔ ترجمہ میں قائم نہیں رہ سکی۔ نیز معلوم ہوتا ہے۔ کہ مترجم صاحب نے ترجمہ کرتے وقت ایجاد بندہ کا بھی ثبوت دیا ہے۔ مثلاً ایک حصہ مضمون کا یوں ترجمہ کیا گیا ہے "پس ابوجہل ملعون جو فی الحقیقت شیطان رجیم کا استاد تھا۔ بولا اے قریش میرے دماغ نالائق میں ایک ایسی رائے نجس نے حلول کیا ہے کہ ہرگز تمہارے وہم وخیال کا بھی ادھر گذر نہ ہؤا ہوگا۔ قریش نے کہا اے ابوحکم جلد بیان کر۔ کہ وہ کیا رائے تیرے فہم ناپاک میں آئی ہے"۔ صفحہ ۱۷۰ قریش کا ابوجہل کو ابوحکم مان کر یہ کہنا کہ کیا رائے تیرے فہم ناپاک میں آئی ہے۔ ایک ایسی بات ہے۔ جو اپنے ان الفاظ کے رو سے ہرگز صداقت پر مبنی نہیں بعض جگہ ایسی فروگذاشتیں بھی ہیں کہ اگر انہیں سہو کاتب قرار دیا جائے تو مترجم کی شان پر ایک بدنما دھبہ لگتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے جو وما محمد الا رسول الی وسیجزی اللہ الشاکرین آیت پڑھی تھی۔ اس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے "اور محمد فقط رسول ہیں۔ کیا یہ اگر مر جائینگے یا قتل ہو جائینگے۔ تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل کافر ہو جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیگا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور عنقریب خدا شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دیگا" صفحہ ۵۰۶ گویا ترجمہ کرتے وقت قد خلت من قبلہ الرسل کو حذف ہی کر دیا گیا

ہے۔ باوجود اس قسم کی فروگذاشتوں کے ہم یہ کہنے سے نہیں رک سکتے۔ کہ ہماری جماعت کا علم دوست طبقہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے قبل سے لیکر وفات تک کے واقعات کو نہایت عمدگی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ جن سے واقفیت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اُردو دان احباب کے لئے یہ کتاب بہت سے مفید معلومات کے بہم پہنچانے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس لئے جو صاحب چاہیں۔ مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔ ۲۲ x ۲۹ کے پانچسو بارہ صفحہ کتاب کی عہ بلا محصولڈاک قیمت ہے۔ جو ہمارے خیال میں بالکل واجبی ہے ٭

مُراسلات

٭

مُسلم مشنری کا اثر صحبت اور تعلیم امیر قوم کے کالج کا اثر

یہ مقولہ نہایت سچا ہے کہ "دوسرا یا موم ہو یا سنگ ہو جائے" کہتے ہیں کہ مرحوم مولوی شبلی نعمانی یا کسی اور مبصر و تجربہ کار ہمارے زمانہ کے انگریزی فیشن کے دلدادہ مسلمانوں کی نسبت یہ لطیفہ کہا کرتے تھے کہ ان کی مثال شتر مرغ کی ہے۔ کہ نہ تو ان کا شمار پرندوں میں ہے۔ نہ چار پایوں میں نہ مرغ ہی کہلا سکتے ہیں نہ اونٹ"

بدنام کنندۂ نکو نامے چند

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بھی چند ایسے اوچھے لوگ مدعی کاملیت نہ صرف مدعی بلکہ داعی دین کامل - چند روز سے ظاہر ہوئے ہیں ٭

یہ لوگ نہ صرف خود ہی گڑھے کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اسی کنارہ پر بلا رہے ہیں۔ اور اپنے ساتھ اوروں کو بھی قعرِ ہلاکت میں پہنچانا چاہتے ہیں اگر خود بدولت اپنے دین کو خیرباد کہدیں تو خیر معمولی افسوس ہے اور زیادہ ہمدرد انسانی دلوں کو صدمہ نہیں پہنچیگا مگر وائے افسوس کہ بمصداق

"نیم حکیم خطرۂ جان و نیم مُلّاں خطرۂ ایمان"

نسل انسان کی ایک خطرناک دینی ہلاکت کا مشن لاہور میں بنام "اشاعت اسلام" قائم ہُوا ہے۔ نئے نئے جوش میں جو چند دام تزویر میں دولت و شہرت وغیرہ کے لالچ سے پھنس گئے تھے۔ ان میں سے بعض کا جو انجام ہُوا وہ آج کے مشیر دکن مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۱۶ء م ۹ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۴ھ نمبر ۱۹۱ جلد ۳۱ سنہ ۱۲ کے کالم ۲ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے ٭

ان غریب نو گرفتاروں کا جو انجام ہُوا۔ وہ اسی کا مصداق ہُوا۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ اخبار مشیر دکن کو اس کے رپورٹر نے معلوم نہیں کہ کن وجوہ سے ایک خاص اہمیت سے یہ خبر بھیجی ہے ٭

"مولوی خواجہ عبدالوحید صاحب انصاری ایجنٹ خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری لنڈن جو بغرض توسیع اشاعت رسالہ اسلامک ریویو حیدرآباد آئے ہوئے ہیں۔ مولانا مولوی انوار اللہ خان صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد جو مذہب قادیانی کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ مذہب قادیانی کو ترک کر دیا اور تائب ہو گئے۔

مولوی سراج الدین صاحب افغی طالب علم لاہور کالج (احمدیہ) نے بھی ان ہی تصانیف کے مطالعہ کی بنا پر مذہب قادیانی کو ترک کیا۔ (رپورٹر)"

اس عبارت کے پڑھنے کے بعد ہم بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ٭

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

کاش! مولوی محمد علی صاحب امیر قوم اور خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری خدا سے ڈر کر نسل انسان پر رحم کریں۔ اور اب بھی اپنی تحصیل علوم دینیہ کی جانب توجہ خاص فرمائیں۔ تاکہ ایسے ان کے غیر مکمل ہونے اور دینی اہم مسائل میں متذبذب اور آپس کی دشمنی کی وجہ سے نسل انسان کے بعض نادان کی دینی ہلاکت جو ہو چکی وہ تو ہو چکی۔ لیکن آئندہ تو نہ ہو۔

وما علینا الا البلاغ

ان دونوں پیغامی احمدیوں یا دوسرے لفظوں میں پکے احمدیوں کے جدید مشن کے پکے و کارگذار احمدیوں کے ارتداد کا اعلان اخبار مشیر دکن میں ہو جانا ہمارے لئے بڑا ہی مفید اور باعث اطمینان ہوا۔ اس لئے کہ اب دنیا جان گئی۔ کہ یہ کس مذہب و طریق کے لوگ ہیں۔ ورنہ احمدی بنکر ہمارے لوگوں کو اور غیر احمدی بنکر عام دیگر شرفاء کو اب یہ کیسی قسم کا منافقانہ مغالطہ دے سکیں گے فقط ٭

خاکسار سید بشارت احمد سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

ایک یزیدی کا حملہ ارضِ حرم پر

ایک پیغامی نے اس عاجز کو ڈاکٹر بشارت احمد کا مضمون "اہلبیت نبوی کے دشمن" مندرجہ اخبار پیغام مورخہ ۲۰ر جون ۱۹۱۶ء پڑھنے کے لئے دیا۔ جس میں حضرت خلیفہ ثانی اور حضور کے خدام کو حسب عادت گندی گالیاں دینے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اخرج منہ الیزیدیون پر بحث کر کے اپنے زعم میں نعوذ باللہ مبائعین کو اس الہام کا مصداق ثابت کرنے کی بے سُود اور ناکام کوشش کیگئی ہے۔ ڈاکٹر نے اپنے مضمون کی بنیاد ازالہ اوہام کے حاشیہ مندرجہ صفحات ۷۲ لغایت ۷۹ میں سے ایک چھوٹی سی عبارت نقل کر کے قائم کی ہے۔ جس کا نظاہر مفہوم یہ ہے۔ کہ قادیان کو دمشق سے مشابہت ہے۔ اور یہاں اکثر یزیدی الطبع لوگ رہتے ہیں۔ اور اس پر زور دیا ہے۔ کہ چونکہ دمشق یزیدی خلافت کا پایہ تخت تھا۔ اسی وجہ سے موجودہ خلافت نعوذ باللہ یزیدی خلافت ہے۔ اور قادیان اس کا صدر مقام ہے۔ مگر ڈاکٹر کی یہ [illegible] چال ہے۔ ازالہ اوہام کی لمبی عبارت میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑہ اپنے مفید مطلب لیکر اور اس سے وہ نتیجہ نکالکر جو کسی طرح بھی ساری عبارت سے نہیں نکلتا مضمون نویس نے سارے جہاں کی آنکھوں میں خاک ڈالنی چاہی ہے۔ شائد اس نے خیال کیا ہو گا۔ کہ اصل عبارت کو

کس نے دیکھنا ہے۔ نہ صرف اسکی تحریف پر پردہ پڑا رہیگا۔ بلکہ دُنیا دھوکا کھا جائے گی۔ مگر شاید اُسے معلوم نہیں کہ نبیوں کے کلام کا یہ خاصہ ہے۔ کہ اگر کوئی بدنیت انسان شرارت سے ان کی کلام کے ایک ٹکڑے سے ان کے منشاء کے برخلاف مطلب نکالکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہے تو باقی عبارت میں اس کے اس غلط مطلب کی کھلی کھلی تردید موجود ہوتی ہے۔ جو اس کے دجل کو افشاء کر کے اسے روسیاہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یا عمداً اس نے ایسا نہیں کیا۔ تو شاید موروثی راگ اور سارنگی کے تصور میں بدمست ہو کر سچی بات کے لکھنے سے قاصر رہا۔ یا ایک مقدمہ میں چوہڑے کے ساتھ دست بزنجیر ہونے کا جو خواب اس نے دیکھا تھا۔ اسی خواب غفلت میں یہ ناشائستہ حرکت اس سے سرزد ہوئی۔ حالانکہ اسی حاشیہ ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام لکھتے ہیں:۔

”سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پرظلم احکام نکلتے تھے۔ اور جس میں ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہوگئے تھے۔ اس غرض سے نشانہ بناکر لکھا۔ کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں“

چونکہ علام الغیوب اللہ جانتا تھا کہ ایک وقت آویگا کہ بعض بدباطن لوگ یہ مشہور کرنے لگ جاوینگے۔ کہ قادیان کو دمشق سے تشبیہ دینے سے یہ مراد ہے۔ کہ یہاں یزیدی خلافت قائم ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کے ہاتھ سے لکھوا دیا کہ پہلے دمشق سے تو ظالموں کے ظلم بھرے احکام نکلتے تھے۔ مگر برعکس اس کے یہ دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر رہ کر دارالامان کہلائے گا۔ اور اسی حاشیہ پر دوسری جگہ لکھوایا۔ کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور قادیان

معلوم نہیں کہ ان لوگوں کو ایسی کھلی کھلی تحریرات کی موجودگی میں کس طرح تحریف کی جرأت ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے جہاں اس مضمون میں ایک طرف تحریف کرنے میں یہودیوں کے کان کترے ہیں۔ وہاں دوسری طرف اپنے عقائد کا اظہار بھی کیا ہے۔ جس سے آپ کا پکا یزیدی اور رافضی ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا چنانچہ وہ اپنے مضمون میں لکھتا ہے ” اب یہ ظاہر ہے کہ یزید پہلے خلیفہ ہو چکا تھا حضرت امام حسین رضؓ بعد میں مدعی خلافت ہوئے“ گویا اس کے نزدیک یزید کی خلافت حقہ ہے۔ مگر سوائے یزیدیوں کے اور کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ تحریر کر کے کہ ” بیعت خلافت نہ کرنیوالوں کو فاسق قرار دیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کیسا خطرناک فتوےٰ میاں صاحب نے لگایا۔ کیونکہ حضرت خاتون جنت تو ابوبکر رضؓ کی مُریدہ نہ تھیں۔ بلکہ وفات تک ان سے ناراض رہیں“ رافضی ہونے کی جو کسر باقی تھی وہ اسے پوری کردی ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرماوے ؎

محمد اکبر۔ ڈیرہ غازیخاں ؎

فہرست نومبائعین

بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۱۶ء

بیگم دختر فیروز الدین سیالکوٹ	بھاگن اہلیہ نبی بخش سیالکوٹ
الٰہی بخش سقہ - کپورتھلہ	مساۃ زیتون بی بی۔ کٹک
پیمن - بھٹنڈہ	فضل بی بی زوجہ قادر بخش امرتسر
عبدالرحمان - جہلم	مرزا عنایت اسد بیگ۔ رہتک
سردار خان - سیالکوٹ	کرم الدین - لائل پور
غلام احمد - ”	کرم نور - راولپنڈی
زینب - ”	عبداللہ عطار - لودھیانہ
نور بیگم - ”	کرم بی بی اہلیہ میاں اعظم الدین سقہ - لاہور
حیدر بی بی - ”	
رسول بی بی - ”	

بیعت خلافت

بہرام خان - لودھیانہ	چودہری محمد شفیع - لاہور
عبدالرحمٰن - کنانور	واصل الدین - ڈیرہ
امان اللہ - سمبڑیال	مساۃ ہوباں - دودھیال

محمد ابراہیم - بوشہر ملک ایران

بلا مبالغہ سچا اشتہار

مقوی اعصاب گولیاں

یہ گولیاں ہر قسم کے ضعف اعصاب کو دور کردیتی ہیں۔ چونکہ اعصاب کا مبداء دماغ ہے۔ اور ان کا جال تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے یہ گولیاں مقوی دماغ۔ مقوی معدہ۔ مقوی حافظہ اور کثرت بول کے لئے بہت مفید ہیں۔ دماغی محنت کی تھکان کو رفع کر دیتی ہیں اسی طرح اور بھی بعض فوائد ہیں۔ قیمت فی درجن ایک روپیہ چار ایک درجن سے اوپر فی گولی ۱؎ اور فیصدی چھ روپے چار آنہ لیکن اخبار الفضل کے حوالہ سے منگوانے والوں کے لئے ایک روپیہ میں پندرہ گولیاں۔ اس سے اوپر فی گولی ار اور فی سینکڑہ پانچ روپیہ آٹھ آنہ۔ اس شرح پر یہ دوائی دفتر الفضل اور مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتی ہے ؎

پرچہ ترکیب استعمال دوائی کے ساتھ بھیجا جائیگا۔

ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد الدین احمدی۔ گوجرانوالہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

حکیم صاحب نہایت مخلص اور پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ انکی تیار کردہ دوائی پر مجھے اعتماد ہے کہ اخلاص اور محبت سے تیار کیگئی ہے ؎

خاکسار مرزا محمود احمد